خلافت لائبریری ربوہ

بدھ | 17۔دسمبر1997ء | احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

CPL 61

فون 213029

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 281 | بدھ 16 شعبان۔1418ھ 17 فتح 1376ہش 17 دسمبر 1997ء

ہومیو پیتھی کے موضوع پر الفضل فورم

مورخہ 15 دسمبر 1997ء کو ہومیو پیتھی کے موضوع پر الفضل فورم کا اجلاس ہوا جس میں مہمان مقرر ہومیو پیتھک ڈاکٹر مکرم وقار منظور بسراء صاحب نے ہومیو پیتھک طریق علاج کے موضوع پر خطاب کیا۔ ابتداء میں ایڈیٹر صاحب الفضل محترم مولانا نسیم سیفی صاحب نے ہومیو پیتھی کے بارے میں اپنے تجربات بیان فرمائے اور بتایا کہ انہوں نے سن تیس کی دہائی میں ہسپتالوں میں ہومیو پیتھی کے بیڈ Bed مقرر کرنے کے لئے ادارتی نوٹ لکھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہومیو پیتھی پر مبنی لٹریچر بھی تخلیق کیا۔ مولانا موصوف نے ہومیو پیتھی کے بارے میں اپنی یادیں اور قادیان میں ہومیو پیتھی کے ڈاکٹر مسعود صاحب کی آمد کا ذکر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرحلہ پر ربوہ میں ہومیو پیتھک کالج کے قیام کے لئے عمارات کا نقشہ بھی ان کی تحویل میں رہا۔ جب بھی اللہ نے چاہا تو اس نقشہ کے مطابق ہومیو پیتھک کالج کی عمارت بن جائے گی۔ مولانا موصوف نے ہومیو پیتھی کے ضمن میں ائمہ جماعت کے اہم کردار اور خصوصاً حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی تاریخی خدمات اور کارناموں کا ذکر کیا۔ بعد ازاں مہمان مقرر نے خطاب اور حاضرین کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ سوال کرنے والوں میں مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب مربی سلسلہ، مکرم انتصار احمد نذر صاحب مربی سلسلہ، مکرم عمر فاروق صاحب، مکرم احمد طاہر مرزا صاحب ایم۔ اے لائبریری سائنس و اسسٹنٹ لائبریرین جامعہ احمدیہ لائبریری، اور مکرم انعام الرحمان صاحب مربی سلسلہ کے علاوہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد بھی شامل تھے۔ مولانا موصوف نے ہی آخر میں اختتامی کلمات بیان فرمائے اور دوا کے ساتھ ساتھ دعا کرنے پر بھی زور دیا۔ مولانا نے ہی اختتامی دعا کرائی آخر پر مہمانوں کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دعا بڑی چیز ہے! افسوس! لوگ نہیں سمجھتے کہ وہ کیا ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر دعا جس طرز اور حالت پر مانگی جاوے، ضرور قبول ہو جانی چاہئے۔ اس لئے جب وہ کوئی دعا مانگتے ہیں اور پھر وہ اپنے دل میں جمائی ہوئی صورت کے مطابق اس کو پورا ہوتا نہیں دیکھتے۔ تو مایوس اور ناامید ہو کر اللہ تعالیٰ پر بدظن ہو جاتے ہیں، حالانکہ صاحب ایمان بہ شان ہونی چاہئے کہ اگر بظاہر اسے اپنی دعا میں مراد حاصل نہ ہو، تب بھی ناامید نہ ہو۔ کیونکہ رحمت الٰہی نے اس دعا کو اس کے حق میں مفید نہیں قرار دیا۔ دیکھو بچہ اگر ایک آگ کے انگارے کو پکڑنا چاہے تو ماں دوڑ کر اس کو پکڑ لے گی۔ بلکہ اگر بچہ کی اس نادانی پر ایک تھپڑ بھی لگا دے، تو کوئی تعجب نہیں۔ اسی طرح مجھے تو ایک لذت اور سرور آ جاتا ہے۔ جب میں اس فلسفہ دعا پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ علیم و خبیر خدا جانتا ہے کہ کونسی دعا مفید ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 434)

ایمان اور عمل صالح میں ہمیشہ بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

پس یہ ایک مسلّمہ اور ثابت شدہ بات ہے کہ انسان ہر وقت حرکت میں رہتا ہے۔ وہ حرکت خواہ جہالت کی طرف ہو۔ خواہ علمی میدان کی طرف اور اس کے اسباب و محرکات بھی ہوتے ہیں۔ گو وہ مخفی ہوں اور جن کو وہ شخص جس میں تغیر ہو رہا ہے۔ نہ جانتا ہو۔ اور در حقیقت بعض اوقات وہ تغیرات اور وہ حرکات جو صادر ہوتی ہیں۔ اس قدر باریک ہوتی ہیں کہ انسان ان کا پتہ نہیں لگا سکتا۔ ہاں ممکن ہے کہ اس قسم کے آلات نکال لئے جائیں۔ جن سے اس تغیر کا پتہ لگ جایا کرے۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ہم کھڑے نہیں تھے۔ بلکہ ہل رہے تھے۔ یا ہم ترقی کی طرف جا رہے تھے۔ یا تنزل کی طرف۔ بدی کی طرف ہمارا قدم اٹھ رہا تھا یا نیکی کی طرف۔ پس جب ایسی حالت ہے۔ تو ہم ہر وقت خطرے میں ہیں۔ اس لئے بہرحال کوشش میں مصروف رہنا چاہئے کہ کسی وقت نادانی سے الٹے نہ چل پڑیں۔ اور ہمیں علم بھی نہ ہو۔ جب دیکھیں تو معلوم ہو۔ کہ ہم تنزل کی طرف جا رہے تھے۔ اور بغیر علم کے تباہی میں پڑ جائیں۔ ضرورت ہے کہ ہوشیاری کے ساتھ آگے کی طرف قدم بڑھائیں۔ پیچھے کی حرکت سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ ہم آگے کی طرف جائیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک حالت پر رہتا ہے اس کا ایمان خطرے میں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے آگے کی طرف بڑھ رہا ہو یا پیچھے کی طرف جا رہا ہو۔ اور اگر پیچھے کو ہٹ رہا ہو۔ تو ایک وقت آئے اور اس کا ایمان ضائع ہو جائے۔ ایمان کے بچانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ترقی کی طرف جا رہا ہو۔ پس (صاحب ایمان) کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ ایمان اور اعمال میں ہمیشہ بڑھتا رہے۔

ایک خاص امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۔) دنیا میں اعمال چند قسم کے ہوتے ہیں۔ مالی قربانی، جانی قربانی، عزت کی قربانی، دماغی قربانی، وہ بھی جسمانی قربانی کا ایک حصہ ہے۔ دراصل یہ تین ہی قربانیاں ہیں۔ مالی قربانی، جسمانی قربانی، عزت کی قربانی، باقی تمام قربانیاں اس کے نیچے آ جاتی ہیں۔ ان میں سے جس قربانی میں کمی کی جائے۔ اسی کی کمی کے باعث ذلیل ہونا پڑے گا۔

ہماری جماعت بھی ایک خدمت عظیم کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یہ دنیا میں ایک تغیر پیدا کر دے گی۔ اس وقت ہماری مثال ظاہری نظروں میں ایسی ہے۔ جیسی کہ اس جانور

باقی صفحہ 7 پر

سانحہ ارتحال

○ محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم مولانا نذیر احمد مبشر صاحب لکھتی ہیں۔

○ محترمہ مبارکہ قمر صاحبہ اہلیہ کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب سابق درویش قادیان مورخہ 8 دسمبر 1997ء سرگودھا میں وفات پا گئیں۔ آپ حضرت میر غلام حسن صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بیٹی تھیں۔ اور حضرت مولانا نذیر احمد مبشر (وفات یافتہ) مربی گھانا کی ہمشیرہ تھیں۔

آپ کا جنازہ مورخہ 9۔ دسمبر 1997ء کو ربوہ لایا گیا۔ محترم حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ صوبائی امیر سرگودھا نے جنازہ پڑھایا۔ مقبرہ بہشتی میں تدفین کے بعد محترم مرزا عبدالحق صاحب نے ہی دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

درخواست دعا

○ مکرم عبدالمجید صاحب ابن مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (وفات یافتہ) مالک مجید اینڈ کمپنی، آرمز ڈیلر نیلا گنبد لاہور ان دنوں بہت بیمار ہیں، مختلف عوارض کی وجہ سے حالت تشویشناک ہے۔ آنمکرم، ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب آف کامٹی کے داماد ہیں۔ موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اخلاقِ فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

17 فتح 1376 ہش — 17 دسمبر 1997ء

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم مانگیں

ہر انسان کامیابی کا خواہاں ہے۔ وہ کوئی بھی کام کرے اس کے دل میں خواہش یہی ہوتی ہے کہ وہ اس کام کو کامیابی کے ساتھ سرانجام دے سکے۔ بلکہ کامیابی کی خواہش اسے بعض اوقات اس بات پر بھی مجبور کرتی ہے کہ دوسروں کو دھکم پیل کرتے ہوئے پیچھے چھوڑے اور آپ آگے نکل جائے۔ اور جب کوئی شخص ناکام ہوتا ہے تو اسے نہ صرف مایوسی ہوتی ہے بلکہ اس کا رنج بھی ہوتا ہے۔ لیکن مایوسی اور رنج کے باوجود ناکامی کا ایک فائدہ بھی ہونا چاہئے اور وہ یہ کہ اسے اس بات کی سمجھ آجائے کہ اگرچہ بظاہر وہ سب کچھ اپنے زور بازو سے کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن جو کچھ بھی کرتا ہے اس کا نتیجہ اس کے اپنے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ایک ہستی ہے جو قادر و قدیر ہے وہ نتائج پیدا کرتی ہے۔ جب اس کا فضل و کرم شامل حال ہو تو انسان کامیابیاں حاصل کرتا چلا جاتا ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محروم ہو تو اس کا زور بازو کوئی اثر نہیں دکھا سکتا۔ وہ ناکام ہوتا چلا جاتا ہے اور اگر انسان کو واقعی اس بات کی سمجھ آجائے کہ اس کی کامیابیاں اس کے فضل و کرم پر منحصر ہیں تو یقیناً اس کی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف اس طرح پھر جائے گی کہ وہ ہر وقت اسی کا فضل و کرم مانگے گا اور اپنے دل میں اپنے اس یقین کو پختہ سے پختہ تر کرتا چلا جائے گا کہ وہ مانگے اور خدا ہی سے مانگے۔ وہ جو کچھ کرنا چاہتا ہے اس کے لئے تدبیر تو کرے اور حتی المقدور زور بھی لگائے لیکن اسکی نگاہ خدا تعالیٰ کی طرف ہو کہ اس کام کا نتیجہ وہی نکالے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے فضل و کرم مانگے۔ اور اسی فضل و کرم کے نتیجہ میں اسے کامیابی حاصل ہوگی۔

بعض اوقات انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ اتنا عقل مند ہے کہ جو تدبیر کرے گا درست ہوگی۔ جو نتیجہ نکلے گا اس کے حق میں ہوگا۔ لیکن جلد ہی اسے اس بات کا پتہ چل جاتا ہے کہ اس کی عقل اس کے کام نہیں آئی۔ یہ نہیں کہ کبھی بھی کام نہیں آتی۔ کام آتی ہے۔ لیکن انسان یہ نہیں سمجھتا کہ عقل کا کام آنا بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر منحصر ہے۔ جب اس کی عقل کام نہیں آتی تو وہ حیران ہو جاتا ہے کہ اس کا باعث کیا ہوا۔ اگر وہ حقیقی طور پر غور کر سکے تو اسے سمجھ آجائے کہ عقل کا صحیح راستے پر چلنا اور بہتر نتائج کے لئے کام کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر منحصر ہے۔ بعض اوقات انسان اپنے مال و دولت پر فخر کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ تو بات ہی کچھ نہیں۔ میں جو کچھ کرنا چاہوں گا اپنے مال و دولت کے زور پر کرلوں گا۔ لیکن وہ یہ بھول جاتا ہے کہ مال و دولت دیا کس نے۔ اور مال و دولت کو استعمال کرنے کے بعد نتیجہ کی توقع کس سے کی جاسکتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کو بھول کر اپنے مال و دولت پر فخر کرتا ہوا کچھ کرنا چاہے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ مال و دولت خدا تعالیٰ ہی کا دیا ہوا ہے۔ وہی اس کو صحیح طور پر استعمال کرنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔

یہ ساری باتیں ہماری توجہ اس طرف مبذول کرواتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایسا کرنے کے لئے دو باتیں نہایت ضروری ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کو انسان سامنے رکھے اور اس کے خلاف کچھ نہ کرے اور دوسرے یہ کہ وہ خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ اے خدا میں تو اپنی سی کوشش کر دیکھتا ہوں۔ نتیجہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ اگر تو اس کا بہتر نتیجہ نکالے تو میں تیرا شکر گذار ہوں گا۔ لیکن شکر گذاری کے متعلق بھی یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ دراصل انسان کو ہر حال میں شکر گذار ہونا چاہئے۔ کیونکہ ناشکری کرکے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سے دور لے جا کر آئندہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

پس یہ دو باتیں ہمیشہ سامنے رہنی چاہئیں کہ ہم اپنی تدبیر کریں۔ زور بازو سے کام لیں اپنی عقل کو بھی صحیح رنگ میں استعمال کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن ان کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم مانگنے کے لئے دعا کرتے رہیں۔ یہ دعا ہماری تدبیر کو بھی صحیح راہ پر لگائے گی۔ ہماری عقل کو بھی یہ بات سمجھائے گی کہ اسے کیا کام کرنا چاہئے۔ اور اگر ہمارے پاس مال و دولت ہے اور ہم اسے استعمال کرنا چاہتے ہیں تو یہ دعا ہی ہمارے لئے ایسا راستہ پیش کرے گی جس سے ہمارے مال و دولت میں برکت ہو اور ہمارے کام صحیح طور پر ہو سکیں۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی کمزوری پر غور کریں اور وہ ہستی جو قادر و قدیر ہے اس کی طرف نگاہ رکھیں اور جو کچھ ہم کرنا چاہتے ہیں اس کے صحیح نتائج کے لئے اس سے دعا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا کرے۔

مژدہ ہے انقلاب کا سارے جہان میں
یہ بات اب عیاں ہے یقین و گمان میں
ہر آن ڈھل رہے ہیں خیالات نَو بہ نَو
کیا ولولے کی شان ہے ان کی اُٹھان میں
چلنے لگی ہے بادِ مخالف بھی چار سُو
اس بات کو بھی رکھنا ہے اپنے دھیان میں

ابوالاقبال

خلافت لائبریری ربوہ

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

احسان کی خوبیاں اللہ تعالیٰ میں بہت ہیں جن میں سے چار بطور اصل الاصول ہیں۔ اور ان کی ترتیب طبعی کے لحاظ سے پہلی خوبی وہ ہے جس کو (-) میں تمام جہانوں کا رب کے فقرے میں بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت یعنی پیدا کرنا اور کامل مطلوب تک پہنچانا تمام عالموں میں جاری و ساری ہے۔ یعنی عالم سماوی اور عالم ارضی۔ اور عالم اجسام اور عالم ارواح۔ اور عالم جواہر اور عالم اعراض اور عالم حیوانات اور عالم نباتات۔ اور عالم جمادات اور دوسرے تمام قسم کے عالم اس ربوبیت سے پرورش پا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خود انسان پر ابتدائے نطفہ ہونے کی حالت سے یا اس سے پہلے بھی جو جو عالم موت تک یا دوسری زندگی کے زمانے تک آتے ہیں۔ وہ سب چشمہ ربوبیت سے فیض یافتہ ہیں۔ پس ربوبیت الٰہی بوجہ اس کے وہ تمام ارواح و اجسام و حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ پر مشتمل ہے۔ فیضانِ اعم سے موسوم ہے۔ کیونکہ ہر ایک وجود اس سے فیض پاتا ہے اور اسی کے ذریعے سے ہر ایک چیز وجود پذیر ہے ہاں البتہ ربوبیت الٰہی اگرچہ ہر ایک موجود کی موجد اور ہر ایک ظہور پذیر چیز کی مربی ہے لیکن بحیثیت احسان کے سب سے زیادہ فائدہ اس کا انسان کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس لئے انسان کو یاد دلایا گیا ہے کہ تمہارا خدا (تمام جہانوں کا رب ہے) ہے۔ تا انسان کی امید زیادہ ہو اور یقین کرے کہ ہمارے فائدے کے لئے خدا تعالیٰ کی قدرتیں وسیع ہیں۔ اور طرح طرح کے عالم اسباب ظہور میں لا سکتا ہے۔

دوسری خوبی خدا تعالیٰ کی جو دوسرے درجے کا احسان ہے جس کو فیضان عام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ رحمانیت ہے۔ جس کو کلام الٰہی کی اصطلاح کی رو سے خدا تعالیٰ کا نام رحمان اس وجہ سے ہے کہ اس نے ہر ایک جاندار کو جن میں انسان بھی داخل ہے اس کے مناسب حال صورت اور سیرت بخشی۔ یعنی جس قسم کی زندگی اس کے لئے ارادہ کی گئی اس زندگی کے مناسب حال جن قوتوں اور طاقتوں کی ضرورت تھی یا جس قسم کی بناوٹ جسم اور اعضاء کی حاجت تھی وہ سب اس کو عطا کئے۔ اور پھر اسکی بقاء کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ اس کے لئے مہیا کیں۔ پرندوں کے لئے پرندوں کے مناسب حال اور چرندوں کے لئے چرندوں کے مناسب حال۔ اور انسان کے لئے انسان کے مناسب حال طاقتیں عنایت کیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ان چیزوں کے وجود سے ہزارہا برس پہلے بوجہ اپنی صفت رحمانیت کے اجرام سماوی و ارضی کو پیدا کیا۔ تا وہ ان چیزوں کے وجود کی محافظ ہوں۔

پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت میں کسی کے عمل کا دخل نہیں بلکہ وہ رحمت محض ہے جس کی بنیاد ان چیزوں کے وجود سے پہلے ڈالی گئی۔ ہاں انسان کو خدا تعالیٰ کی رحمانیت سے سب سے زیادہ حصہ ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز اس کی کامیابی کے لئے قربان ہو رہی ہے۔ اس لئے انسان کو یاد دلایا گیا کہ تمہارا خدا رحمان ہے۔

○○○

اب اگر یہ سوال ہو کہ جبکہ شیطان کے دخل سے بکلی امن نہیں تو ہم کیونکر اپنی خوابوں پر بھروسہ کریں کہ وہ رحمانی ہیں۔ کیا ممکن نہیں کہ ایک خواب کو ہم رحمانی سمجھیں اور دراصل وہ شیطانی ہو۔ اور یا شیطانی خیال کریں اور دراصل وہ رحمانی ہو تو اس وہم کا جواب یہ ہے کہ رحمانی خواب اپنی شوکت اور برکت اور عظمت اور نورانیت سے خود معلوم ہو جاتی ہے۔ جو چیز پاک چشمہ سے نکلی ہے وہ پاکیزگی اور خوشبو اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور جو چیز ناپاک اور گندے پانی سے نکلی ہے اس کا گند اور اس کی بدبو فی الفور آ جاتی ہے۔ سچی خوابیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں وہ ایک پاک پیغام کی طرح ہوتی ہیں جن کے ساتھ پریشان خیالات کا کوئی مجموعہ نہیں ہوتا۔ اور اپنے اندر ایک اثر ڈالنے والی قوت رکھتی ہیں۔ اور دل ان کی طرف کھنچے جاتے ہیں اور روح گواہی دیتی ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔ کیونکہ اس کی عظمت اور شوکت ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتی ہے۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص سچی خواب دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے کسی مجلسی کو بطور گواہ ٹھہرانے کے وہی خواب یا اس کے کوئی ہم شکل دکھلا دیتا ہے۔ تب اس خواب کو دوسرے کی خواب سے قوت مل جاتی ہے۔

○○○

غرض جب تک کوئی سامعین کی نظر میں کسی واقعہ پر بکلی محیط نہ ہو تب تک بجائے اس کے کہ اس کا کلام دلوں پر کچھ اثر کرے۔ خواہ نخواہ ٹھٹھا اور ہنسی کرانے کا موجب ٹھہرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجرد عقل مندوں کی خشک تقریروں نے کسی کو عالم آخرت کی طرف یقینی طور پر متوجہ نہیں کیا اور لوگ یہی سمجھتے رہے کہ جیسا یہ لوگ صرف اٹکل سے باتیں کرتے ہیں علیٰ ہذا القیاس ہم بھی ان کی رائے کے مخالف اٹکلیں دوڑا سکتے ہیں۔ نہ انہوں نے موقع پر جا کر اصل حقیقت کو دیکھا نہ ہم نے۔ اسی باعث سے جب ایک طرف بعض عقل مندوں نے خدا کی ہستی پر رائے زنی کرنی شروع کی تو دوسرے عقل مندوں نے ان کے مخالف ہو کر دہریہ مذہب کی تائید میں کتابیں تصنیف کیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ان عاقلوں کا فرقہ کہ جو خدا کی ہستی کے کسی قدر قائل تھے وہ بھی دہریہ پن کی رگ سے کبھی خالی نہیں ہوا۔ اور نہ اب خالی ہے۔ انہیں برہمو لوگوں کو دیکھو۔ کب وہ خدا کو کامل صفتوں سے متصف سمجھتے ہیں۔ کب ان کو اقرار ہے کہ خدا گونگا نہیں بلکہ اس میں حقیقی طور پر صفت تکلم بھی ہے۔ جیسی ایک جیتے جاگتے میں ہونی چاہئے۔ کب وہ اس کو حقانی طور پر پورا اپورا مدبر اور رزاق سمجھتے ہیں۔ کب ان کو اس بات پر ایمان ہے کہ حقیقت میں خدا حی و قیوم ہے اور اپنی آوازیں صادق دلوں تک پہنچا سکتا ہے۔ بلکہ وہ تو اس کے وجود کو ایک موہوی اور مردہ سا خیال کرتے ہیں۔ کہ جس کو عقل انسانی صرف اپنے ہی تصورات سے ایک فرضی طور پر ٹھہرا لیتی ہے۔ اور اس طرف سے زندوں کی طرح کبھی آواز نہیں آتی گویا وہ خدا نہیں ایک بت ہی ہے جو کسی گوشے میں پڑا ہے۔ میں متعجب ہوں کہ ایسے کچے اور ضعیف خیالات سے کیونکر یہ لوگ خوش ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور ایسی خود تراشیدہ باتوں سے کن ثمرات کی توقع ہے۔ کیوں سچے طالبوں کی طرح اس خدا کو نہیں ڈھونڈتے کہ جو قادر، توانا اور جیتا جاگتا ہے۔ اور اپنے موجود پر آپ اطلاع دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ اور (یقیناً میں اللہ ہوں) کی آواز سے مردوں کو ایک دم میں زندہ کر سکتا ہے۔ جب یہ لوگ خود جانتے ہیں کہ عقل کی روشنی دود آمیز ہے تو پھر کامل روشنی کے کیوں خواہاں نہیں ہوتے۔ عجب احمق ہیں کہ اپنے مریض ہونے کے تو قائل ہیں پر علاج کا کچھ فکر نہیں۔ ہائے افسوس کیوں ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں تا وہ حق الامر کو دیکھ لیں۔ کیوں ان کے کانوں پر سے پردہ نہیں اٹھتا تا کہ وہ حقانی آواز کو سن لیں۔ کیوں ان کے دل ایسے کج رو اور ان کی سمجھیں ایسی الٹی ہو گئیں کہ جو اعتراض حقیقت میں انہیں پر وارد ہوتا تھا وہ الہام حقیقی کے تابعین پر کرنے لگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علمی مسائل

یہ سوال کہ عورت کو کیوں پردے کے لئے کہا گیا ہے، مرد کو کیوں نہیں کہا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ پردہ مرد اور عورت دونوں کے لئے برابر ہے۔ اور عورت کو چادر اوڑھ کر باہر نکلنے کا حکم دیا گیا ہے تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ پردہ کا حکم صرف اسی کے لیے ہے بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مرد کا دائرہ عمل گھر سے باہر ہے اور عورت کا اصل دائرہ عمل گھر کی چاردیواری ہے۔ پس جب عورت مرد کے اصل دائرہ عمل میں جاتی ہے وہ چادر اوڑھ لیتی ہے اور مرد چونکہ اپنے اصل دائرہ عمل میں ہوتا ہے وہ کھلا پھرتا ہے۔ اگر اس کو اپنے دائرہ عمل میں چادر اوڑھنے کا حکم دیا جاتا تو چونکہ اس کا وہاں ہر وقت کا کام ہوتا ہے اس کے لئے کام کرنا مشکل ہو جاتا۔ جس طرح اگر عورت کو اس کے دائرہ عمل یعنی گھر کی چاردیواری میں چادر اوڑھ کر کام کرنے کا حکم دیا جائے تو وہ گھبرا جائے اور کام نہ کر سکے۔ اس فرق کے مقابلہ میں مرد کو یہ حکم ہے کہ وہ عورت کے دائرہ عمل میں بالکل ہی نہ جائے۔ اور اس کو آزادی سے اپنا کام کرنے دے اور اگر کسی کے گھر جائے تو پہلے اجازت لے لے لیکن عورت کو گھر سے باہر نکلنے پر مردوں سے اجازت لینے کا حکم نہیں کیونکہ مرد کے دائرہ عمل میں عورت کے بھی حقوق ہیں۔ اور وہ سڑکوں اور بازاروں سے بے تعلق نہیں لیکن عورت کے دائرہ عمل سے عام مرد کے حقوق وابستہ نہیں۔ پس عورت کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں رکھی۔ بلکہ صرف اوٹ کر لینا اور اوڑھنی سے پردہ کر لینا کافی رکھا اور عورت کے دائرہ عمل میں مرد کے بلا اجازت داخلہ کو روک دیا۔ پس پردہ میں ہتک یا غیر ہتک کا کوئی سوال نہیں بلکہ یہ مرد اور عورت کے دائرہ عمل کی الگ الگ تقسیم ہے۔ اور اس کی مخالفت صرف عادات اور رسوم کی وجہ سے ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پردہ کی وجہ سے عورتیں ترقی نہیں کر سکتیں۔ ان کی صحت خراب رہتی ہے مگر یہ بالکل غلط ہے وہ عورتیں جو بالکل بے پردہ پھرتی ہیں وہ کیا کر رہی ہیں جو پردہ کرنے والی نہیں کر سکتیں۔ جس وقت عورتیں دین حق کے احکام کے مطابق پردہ کرتی تھیں............
دراصل صحت امید اور امنگ سے قائم رہتی ہے۔ جس کسی میں امنگ ہی نہ ہو تو چاہے اسے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا کر دو۔ وہ نیچے ہی گرے گا۔ اور اگر امنگ اور امید ہو تو خواہ لحاف اوڑھا دو پھر بھی وہ بلند ہوتا چلا جائے گا۔ چنانچہ میری کوشش ہمیشہ یہی رہی ہے کہ عورتوں کا پردہ دین حق کے مطابق ہو۔ اور میرے زمانہ امامت میں قادیان میں بھی اور ربوہ میں بھی، تعلیم یافتہ عورتوں کی تعداد ہمیشہ غیر تعلیم یافتہ عورتوں سے زیادہ رہی ہے۔ لیکن تعلیم یافتہ مردوں کی تعداد غیر تعلیم یافتہ مردوں کے برابر کبھی نہیں ہو سکی۔ اسی طرح لجنہ کا کام بڑی خوش اسلوبی سے سر انجام دے رہی ہیں۔ مختلف گھروں میں جاتی ہیں۔ چندہ وصول کرتی ہیں۔ دوسرے لوگوں میں جوش پیدا کرتی ہیں بلکہ بعض دفعہ دوسرے شہروں میں بھی جاتی ہیں۔

پس یہ بالکل غلط ہے کہ پردہ عورتوں کی ترقی میں حائل ہے عورتیں پردہ میں رہتے ہوئے بھی ہر قسم کی ترقی کر سکتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عورتیں تعلیم یافتہ ہوں۔

دعا میں جس قدر بے ہودگی ہوتی ہے اسی قدر اثر کم ہوتا ہے۔ یعنی اس کی استجابت ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ مثلاً ایک شخص ہے کہ اس کا گزارہ ایک دو روپیہ روزانہ میں بخوبی چل سکتا ہے۔ لیکن وہ پچاس روپیہ روزانہ طلب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا سوال بے ہودہ ہو گا۔ یہ ضروری امر ہے کہ ضرورت حقہ اللہ تعالیٰ کے آگے پیش کی جاوے۔ جب کسی کی مصیبت کا خط آتا ہے اور اس میں دعا کی درخواست ہوتی ہے تو دیکھا گیا ہے کہ دل خوب لگ کر دعا کرتا ہے لیکن دوسری بے ہودہ درخواستوں میں اس قدر دل نہیں لگتا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کچھ کھونا - کچھ پانا

کچھ پانا اچھی بات ہے لیکن کچھ کھونا بھی کوئی ایسی بری بات نہیں بعض اوقات کچھ پانا سے بھی زیادہ کچھ کھونا اہمیت اختیار کرلیتا ہے۔ کچھ پا کر کسی کو کوئی ترغیب ہی نہیں دیتا لیکن کچھ کھو کر ہمیں بہت سے خیال آتے ہیں اور جوں جوں وقت گذرتا چلا جاتا ہے۔ خیالات میں وسعت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ میں اب گلیوں میں اور سڑکوں پر جب ایسے نوجوان بچوں کو دیکھتا ہوں جو ابھی سکول کی حد پار نہیں کرچکے اور ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کون سی کلاس میں ہیں اور ان کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ نویں میں یا دسویں میں تو میں انہیں پھر اپنے پاس کھڑا کرلیتا ہوں اور ان سے باتیں شروع کردیتا ہوں اور انہیں کہتا ہوں کہ یاد رکھیں کہ دسویں جماعت کا امتحان بنیادی ہے۔ جتنی زیادہ سے زیادہ محنت کر سکیں آپ دسویں جماعت کے امتحان کے لئے کریں۔ حصول علم کے لئے کریں اور یہ سمجھ کر کریں کہ دسویں جماعت کا امتحان بنیادی ہے جو اس میں اچھے نمبر لے گا جس نے یہاں تک اچھی خاصی تعلیم حاصل کرلی ہوگی وہ آگے چل کر بھی اچھا رہے گا اور اگر آگے چل کر اچھا نہ رہا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے میٹرک میں کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ میں بار بار کہتا اس لئے ہوں کہ مجھے یہ بات یاد آجاتی ہے کہ میٹرک میں میں کوئی خاص اچھا طالب علم نہیں تھا۔ میں نے کوئی زیادہ محنت بھی نہیں کی۔ ساری کتابیں بھی میرے پاس موجود نہیں تھیں اگرچہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں اپنے گورنمنٹ سکول میں میٹرک کے نتیجہ میں دوسرے نمبر پر آیا۔ لیکن دوسرے نمبر پر آنا تو کوئی بات نہیں۔ میں تو چاہتا تھا اور اب بھی چاہتا ہوں کہ کاش میں اول نمبر پر آتا اور جتنے نمبر اول نمبر کے طالب علم نے لئے تھے اس سے بھی بہت زیادہ نمبر لیتا۔ گویا کہ باوجود اس کے کہ میں اپنے سکول میں دوئم تھا۔ مجھے یہ احساس رہا کہ میں نے کچھ پایا نہیں بلکہ کھویا ہے اور اس کھونے کی کیفیت نے مجھے اس بات پر مجبور کیا ہے کہ اب میں ہر طالب علم سے یہ کہتا ہوں کہ دیکھو میٹرک کا امتحان نہایت بنیادی امتحان ہے۔ اس کے لئے تیاری کرو اور خوب تیاری کرو پڑھو اور خوب پڑھو اور بہت اچھے نمبر لو تاکہ آئندہ بھی اچھی تعلیم حاصل کرسکو۔

پس اپنے تجربے کی بناء پر میں کہتا ہوں کہ اگرچہ پانا بھی بہت اچھا لگتا ہے اور بہت ضروری ہے لیکن کچھ کھونا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس لئے کہ کچھ کھونے سے احساس بیدار ہوکر کئی لوگوں کی رہنمائی کا باعث بنتا ہے۔ میں نے اگر کچھ پایا تھا تو کچھ کھویا بھی تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ پایا کم اور کھویا زیادہ۔ اگر میں محنت کرتا اگر میرے پاس ساری کتابیں گھر میں موجود تیں اور میں ان سے پوری طرح علم حاصل کرتا تو میں اس طالب علم سے بھی زیادہ نمبر لے جاتا جو ہمارے سکول میں اول آیا تھا۔

پس میں طالب علموں سے بار بار کہتا ہوں اور جہاں وہ مجھے ملتے ہیں میں وہیں انہیں کھڑا کر کے باتوں میں مصروف ہو جاتا ہوں اور زیادہ تر یہی بات کرتا ہوں کہ میٹرک کا امتحان ہے تو بہت تیاری کریں۔ بہت تیاری کریں تاکہ آپ بہت اچھے نمبر لیں۔ کیونکہ یہ بنیادی امتحان ہے۔ آئندہ کی تعلیم کا انحصار اسی امتحان پر ہے۔

پس اس چھوٹے سے نوٹ کو میں ان طالب علموں کے نام معنون کرتا ہوں جو میٹرک کا امتحان دینے والے ہیں۔ ابھی ابھی ہو یا پھر کبھی ہو۔ جب کبھی بھی ہو وہ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ انہوں نے میٹرک کے لئے بہت اچھی تیاری کرنی ہے۔

OOO

عبدالاعلیٰ نجم الثاقب- ایم ایس سی، ایم فل

قیمتی خزانہ

1919ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے ایک ایسی بات بتائی تھی جس کے بارے میں ابھی تک اکثر لوگ بے خبر ہیں۔ خود آپ کے الفاظ میں "عام لوگوں نے اسے سمجھا نہیں اور اس سے فائدہ نہیں اٹھا۔"

خاکسار نے جب اس بات کو جدید تحقیق کی روشنی میں دیکھا تو ورطہ حیرت میں ڈوب گیا اور چاہا کہ اس حیرت انگیز اعلان کو قارئین تک پھر پہنچایا جائے۔

قبل اس کے کہ اصل اعلان پیش کروں، ضروری خیال کرتا ہوں کہ سادہ الفاظ میں وہ بنیادی معلومات قارئین تک پہنچاؤں جن کی بنا پر وہ جدید تحقیق کو بھی سمجھ جائیں۔ تب اعلان کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔

انسانی جسم کا آغاز ایک خلیہ (Cell) سے ہوتا ہے۔ جس کے مرکز میں DNA کی صورت میں وہ تمام معلومات موجود ہوتی ہیں جو ایک خلیہ کی تقسیم در تقسیم کے نتیجہ میں مکمل انسان بن جانے تک کے عمل کو کنٹرول کرتی ہیں۔ DNA پر یہ معلومات جینز (Genes) کی شکل میں ہوتی ہیں۔ ہر جین ایک پروٹین پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ جب ایک خلیہ مکمل انسان کی طرف سفر شروع کرتا ہے تو یہ جینز پروٹین کے ذریعے اس سفر کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اسی طرح جب جسم مکمل بن جاتا ہے تو کچھ جینز وہ تمام پروٹینز (Proteins) پیدا کرتے رہتے ہیں جو جسم کے روزمرہ کاموں کو چلانے میں مددگار ہوتی ہیں۔

پہلے خیال تھا کہ جینز صرف وہی پروٹینز بناتے ہیں جو ہمارے روزمرہ کاموں کو کنٹرول کرتی ہیں اور جینز کو اخلاق کے ساتھ منسلک نہیں کیا گیا۔ بلکہ آج کل بھی عام طور پر لوگ یہی خیال کرتے ہیں کہ ہمارے اخلاق ہماری ذاتی کاوش کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اگر کوئی چاہے تو وہ ہمیشہ اچھے اخلاق اپنائے رکھے اور چاہے تو برے اخلاق اپنالے۔ لیکن ابھی میں جو حیرت انگیز اعلان پیش کروں گا اس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ عام تاثر غلط ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ضرور نہیں ہر برائی کرنے والا ایک غلط ارادے کے تحت ایسا کر رہا ہو بلکہ عین ممکن ہے کہ اس کے جسم میں موجود مادے (Chemicals) اسے ایسا کرنے پر اکسا رہے ہوں۔ اور پروٹینز چونکہ ہمارے جسم میں ہونے والے عوامل کو کنٹرول کرتی ہیں اس لئے آج کل یہ خیال تقویت پکڑنے لگا ہے کہ بعض جینز ایسی پروٹینز بھی بنا سکتے ہیں جو ہمارے اخلاق اور رویہ (Behaviour) کو کنٹرول کرتی ہیں۔

آج کل یہ بات زور و شور سے موضوع بحث بنی ہوئی ہے کہ آیا ہمیں ایسے جینز کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ ترقی یافتہ ممالک مثلاً امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، جرمنی وغیرہ میں ایسے جینز کی تلاش کا کام بھی زور و شور سے جاری ہے۔ اور آئے دن خبریں ملتی رہتی ہیں کہ فلاں رویہ یا رجحان کنٹرول کرنے والا جین دریافت کر لیا گیا ہے یا تلاش کیا جا رہا ہے۔ (طوالت مضمون کے خوف سے خاکسار یہ تفصیل چھوڑتا ہے کہ اب تک جدید تحقیق کیا کچھ بتا چکی ہے اور آیا ایسے جینز رکھنے والوں کا کوئی علاج ہے یا نہیں)

اب آیئے 1919ء کے اس جلسے میں جہاں دیکھیں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کیا حیرت انگیز اعلان فرما رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"دنیا میں آج تک اس بات کو بہت کم سمجھا گیا ہے بلکہ انبیاء اور اولیاء کو علیحدہ کرکے میں کہہ سکتا ہوں کہ اور کسی نے سمجھا ہی نہیں کہ گو بہت سی بدیاں ایسی ہیں جو شرعی بدیاں ہیں لیکن ان کا ارتکاب کرنے والا کسی شرعی گناہ کا مجرم نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی جسمانی بیماری کا مریض ہوتا ہے یہ ایک وسیع مضمون ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھے خاص علم دیا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ اس پر مفصل لکھوں۔ اور جب یہ علم کامل ہو جاوے گا اس وقت بعض لوگ جو اب روحانی بیمار کہلاتے ہیں اپنے علاج کے لئے جسمانی ڈاکٹروں کے پاس جائیں گے۔ اس وقت بعض بڑے بڑے ڈاکٹروں کی توجہ اس طرف ہو رہی ہے لیکن تاحال ان کی تحقیقات عالم طفولیت میں ہے۔ مگر اس بارے میں مجھے جو علم دیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان لوگوں کی تحقیقات سے بہت وسیع ہے۔ یہ کوئی ایسا نیا علم نہیں جو مجھ سے پہلے اوروں کو نہیں دیا گیا۔ خدا کے برگزیدہ اور پیارے بندوں کو دیا جاتا رہا ہے۔ پھر (کلام الٰہی) میں بیان کیا گیا ہے اور حضرت (بانی سلسلہ) کو بتایا گیا اور آپ نے اس کا تذکرہ اصولاً اپنی کتب میں کیا بھی ہے۔ مگر افسوس عام لوگوں نے اسے سمجھا نہیں اور اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اب خدا تعالیٰ نے وسیع طور پر یہ علم مجھے دیا ہے۔ اور میں نے اس کے متعلق تحقیقات کی ہے۔ جس سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ شرعی گناہوں کی ایسے رنگ میں تقسیم ہو سکتی ہے کہ فلاں قسم کا گناہ گار ڈاکٹر کے پاس جانا چاہئے اور فلاں قسم کا بزرگ کے پاس۔ میں نے یہاں تک تو تحقیقات کرلی ہے کہ بعض انسان بعض شرعی گناہ جسمانی بیماری کی وجہ سے کرتے ہیں۔ مگر ابھی یہ بات باقی ہے کہ کس قسم کے لوگوں کو ڈاکٹر کے پاس جانا چاہئے اور کس قسم کے لوگوں کو روحانی طبیب کے پاس۔ جب اس کے متعلق بھی فیصلہ ہو جائے گا تو تحقیقات مکمل طور پر پیش کی جاسکیں گی.........

مجھے اگر فرصت ملی تو میں اس تحقیقات کو مکمل کر دوں گا۔ لیکن اگر میں نہ کرسکوں تو تم لوگ یاد رکھو کہ روحانی امراض کے بعض ایسے علاج ہیں جو ڈاکٹروں کے ذریعے ہو سکتے ہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر تم اپنے طور پر کوشش میں لگے رہو اور اپنی تحقیقات سے ان لوگوں کی امداد کرو جن کی توجہ اس طرف ہو رہی ہے اور جو اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں تاکہ دنیا میں ایک نیا انقلاب واقع ہو اور دنیا ایک قدم اور ترقی کرے۔ فی الحال میں صرف اس قدر بیان کردیتا ہوں کہ بعض روحانی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جن کے علاج کے لئے کسی عارف اور ولی اللہ کے پاس نہیں جانا چاہئے بلکہ کسی ڈاکٹر اور طبیب کو تلاش کرنا چاہئے کیونکہ اس قسم کی بیماریاں یا تو پیٹھ کے اعصاب کی کمزوری اور نقص سے یا اور خاص خاص بیماریوں کے نتیجہ میں ہوتی ہیں۔ مثلاً بعض اوقات زنا ایک اخلاقی یا مذہبی جرم نہ ہوگا بلکہ کسی خاص دماغی بیماری کا نتیجہ ہوگا۔ اسی طرح بعض ڈاکہ۔ بعض چوری۔ بعض جھوٹ خاص خاص نقصوں کے نتیجہ میں ہوں گے۔ ان کے علاج روحانی ریاضتوں سے اس عمدگی سے نہیں ہو سکتا جتنا جسمانی علاج کے ذریعے۔ مگر ابھی چونکہ میری تحقیق مکمل نہیں ہو سکی اس لئے میں اس مضمون کو اس وقت تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کرسکتا اور کسی اور وقت پر چھوڑتا ہوں۔ اپنے لئے یا آپ میں سے کسی کے لئے جس کو خدا تعالیٰ اسے بیان کرنے کی توفیق دے۔"

(عرفان الٰہی صفحہ 24 تا 26)

اللہ بہتر جانتا ہے کہ حضرت صاحب اپنی تحقیقات کو ضبط تحریر میں لائے تھے یا مشیت ایزدی کچھ اور چاہتی تھی۔ ہمارے علماء کو تلاش کرنا چاہئے۔ اے کاش! وہ کام، جو ایک قیمتی خزانہ ہے، مل جائے اور وہ دوست جو عالمی سٹیج پر کوئی مقام رکھتے ہیں وہ اسے حضرت امام جماعت الثانی کی خواہش کے مطابق اہل علم کے سامنے پیش کردیں کہ جو چیز تم آج تلاش کر رہے ہو۔ اور اس میں غلطی کھانے کا امکان بھی بہت ہے وہ حضرت امام جماعت الثانی بیسیوں سال قبل بیان کرچکے ہیں۔ بعید نہیں کہ کوئی سعید روح راہ حق کو پالے۔

یاد رہے کہ حضرت امام جماعت الثانی نے یہ اعلان 1919ء میں فرمایا تھا اور اس وقت

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

اقبال احمد نجم مربی سلسلہ

اچھی مائیں

(محترمہ سلیمہ بانو نجمہ صاحبہ)

میری امی 1926ء میں محلہ دارالعلوم قادیان دارلامان میں پیدا ہوئیں۔ آپ کو رفیق حضرت بانی سلسلہ کی بیٹی اور پوتی ہونے کا فخر حاصل تھا۔ یہ انتشار روحانیت کا ابتدائی دور تھا۔ ایسے پاک ماحول میں آپ پل کر جوان ہوئی تھیں۔ آپ کی رگ رگ میں اس پاک مٹی کی باس تھی

ایک دفعہ میری ڈیوٹی جلسہ سالانہ پر زنانہ جلسہ گاہ کے باہر حفاظت پر تھی کہ دفعتاً مجھے ایک بچی نے چھلے ہوئے مٹھی بھر چلغوزے لاکر دیئے کہ محترمہ استانی صابرہ صاحبہ نے آپ کو بھجوائے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں سلام عرض کرنے اور شکریہ ادا کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ مجھ پر شفقت فرماتے ہوئے کہنے لگیں آپ کی والدہ سلیمہ میری بہت ہونہار شاگردوں میں سے تھی آپ کو دیکھ کر وہ یاد آگئی پھر بڑی دیر تک امی جان کی لیاقت اور نیکی کا تذکرہ کرتی رہیں۔ یہ کتنا پیارا انداز تھا کسی پیارے کو یاد کرنے کا۔ بظاہر یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے مگر اپنے اندر بہت گہرائی رکھتا ہے۔ یہ میری والدہ کے متعلق آپ کی استانی صاحبہ کی گواہی تھی۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو غریق رحمت فرمائے۔ آمین

آپ کی شادی بڑی چھوٹی عمر یعنی کوئی 16/17 سال کی عمر میں ہوگئی تھی۔ ہمارے دادا اور والد خود ابھی احمدی ہوئے ہی تھے سب دیگر عزیز مخالف تھے دادی بھی ابھی احمدی نہیں ہوئی تھیں زبان بھی اور تھی ماحول بھی مختلف تھا اور ایسے حالات میں adjust ہونا ایک نوخیز اور نوعمر کے لئے کافی مشکلات لئے ہوئے تھا۔ آپ گھر میں اکیلی اور بڑی بہو تھیں کئی نندیں تھیں مخالف ماحول میں دعوت الی اللہ بھی کرتی تھی۔ مگر آپ قادیان سے جاکر انبالہ میں فروکش ہوئیں تو سال بعد ہی میری پیدائش ہوگئی اور ہم جلد ہی تین بہن بھائی اوپر نیچے کے ہوگئے۔ یہ آپ کی اس پاک ماحول کی اعلیٰ تربیت ہی تھی کہ آپ نے اپنے حسن عمل سے نہ صرف اپنے ساس سسر کا دل موہ لیا بلکہ اپنی نندوں کو بھی اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ پر ہماری دادی واری جاتیں اور پھوپھیاں بھابی بھابی کہتے ایک خاص محبت و تسکین محسوس کرتیں کبھی کسی نند سے اور ساس اور سسر سے اختلاف یا جھگڑا نہیں ہوا۔ پارٹیشن کے بعد والدین ایک لمبا عرصہ امرپورہ راولپنڈی میں رہے۔ اور دادا جان چند سال اٹک میں اور پھر وقف بعد ریٹائرمنٹ کرکے مرکز سلسلہ میں مقیم ہوئے۔ آپ کا سلوک ہمیشہ جاری رہا دادا جان و دادی جان کے لئے خود اپنے ہاتھ سے کپڑے سی کر بھجواتیں مرکز میں آتیں تو راولپنڈی سے آلو بخارے کے کریٹ ضرور بطور تحفہ کے لے جاتیں اور کہتیں کہ اباجی اور اماں کو بہت پسند ہیں۔ مجھے یاد ہے 1971ء میں جب میں ربوہ میں جامعہ کی تعلیم مکمل کر رہا تھا آپ کا انتقال ہوا تو دادا جان اور دادی جان بہت دکھی ہوگئے۔ اور آنکھوں سے بے ساختہ جھڑی لگ گئی۔ دادا جان کہنے لگے ایسی ساھو بہو مجھے اب کبھی نہیں ملے گی۔ ابا جان (وفات یافتہ) کا دل راولپنڈی سے اچاٹ ہوگیا تھا جلد ریٹائرمنٹ لے لی اور وقف بعد ریٹائرمنٹ کیا مگر کوئی مناسب جگہ نہ ہونے کی بنا پر رخصت دے دی گئی لاہور میں رہنے لگے مگر امی جان کی یاد آپ کو بے چین کردیا کرتی تھی یہ آپ کے حسن سلوک ہی تھے کہ جو سب کو آپ کا گرویدہ کرلیتے تھے۔ راولپنڈی میں گلی محلہ میں بہت سی غریب عورتوں کیساتھ حسن سلوک خوشی کے مواقع پر خود کپڑے سی سی کر بھیجتیں۔ جب بھی کوئی اچھا کھانا پکاتیں 2-3 گھروں میں ضرور بھواتیں میں نے یہی دیکھا کہ غریب خواتین میں گھری رہتی تھیں۔ ان کی دکھی باتیں سنتیں۔ نیک نصیحت کرتیں ہر طرح ہر ممکن مدد کرتیں اور دکھ ان کے آپ اس طرح سے بانٹ لیتیں تھیں کہ روتی دھوتی پرسکون چہرے لئے واپس جاتی تھیں۔ آپ بہت کم گو تھیں اور دعا گو بھی بہت تھیں گھر میں عیال داری تھی مگر آپ کے ہاتھ میں بڑی برکت تھی۔ جتنی چادر اتنے پیر پھیلاؤ کے اصول پر زندگی گذاردی طبیعت میں سیر چشمی اور قناعت تھی۔ دوسروں پر احسان تو کرتیں مگر کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ قرض لینے سے بھی ہمیشہ احتراز کیا۔ وفات کے وقت کسی کا کچھ نہیں دینا تھا۔ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئیں۔ آپ کو لذیذ کھانے پکانے کا ڈھنگ آتا تھا۔ بلکہ سادہ سبزی اور دال میں بھی ایسی لذت ہوتی تھی کہ چھوڑنے کو دل نہیں کرتا تھا۔ صحن میں چھوٹی چھوٹی کیاریاں بناکر اس میں سبزیاں اور پھولوں کے پودے لگاتی تھیں۔ یہ آپ کی Hobby تھی اور گھر میں چند مرغیاں بھی پالتی تھیں اس طرح سے وقت بے وقت آنے والے مہمان کا انتظام کرنے میں آپ کو بڑی سہولت ہو جاتی تھی۔ اور گھر کے اخراجات میں Saving الگ ہو جاتی تھی۔ آپ نے اپنے حسن عمل سے گھر کو واقعی جنت بنایا ہوا تھا۔ ایک ہی بہن تھیں یعنی ہماری خالہ اور خالو اور نانا نانی بھیرہ اور پھر میانی میں پارٹیشن کے بعد رہے۔ گرما کی رخصتوں میں وہاں ضرور جاتیں اور جو بھی ہوسکتا اپنی والدہ اور والد کی خدمت کرتیں۔ بہن اور بہنوئی سے حسن سلوک فرماتیں کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور لے جاتیں۔ مجھ سے بہت پیار تھا اور اس وجہ سے کہ میں نے اپنی زندگی دین کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ میرا بہت خیال رکھتی تھیں۔ بڑی خوش ہوتی تھیں اس بات پر کہ ان کا بیٹا مربی بن کر خدمت کرے گا۔ ہماری والدہ کے کئی بھائی بھی

باقی صفحہ 7 پر

مرتب۔ میاں عبدالمجید

معلوماتِ عامہ

امیر خسرو 1253ء سے 1325ء آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ترکوں کے لاچین قبیلے سے تعلق رکھتے تھے' اور چنگیز خاں کے حملے کے وقت بھاگ کر پٹیالی (آگرہ) چلے آئے تھے۔ پھر وہاں سے دہلی اٹھ آئے۔ امیر خسروؒ نے اپنی زندگی میں تین شاہی خاندانوں کا زمانہ دیکھا۔ یعنی غلاماں' خلجی اور تغلق' ولادت غیاث الدین بلبن کے زمانے میں ہوئی اور وفات محمد تغلق کے عہد میں ہوئی۔ جناب امیر خسروؒ ایک نہایت بلند پایہ شاعر اور عظیم المرتبت صوفی بزرگ تھے۔ نسبت ارادت جناب خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی سے رکھتے تھے۔ آپ ان کے بہت چہیتے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے نظامی گنجوی کے خمسہ کے جواب میں خمسہ لکھا۔ جس کے لئے اہل ایران تک کی یہ رائے ہے۔ کہ نظامی کے خمسہ کا اس سے بہتر اور جواب کوئی نہیں ہو سکتا۔ فارسی غزل میں امیر خسروؒ کا مقام سب سے بلند ہے۔ برصغیر پاک و ہند اپنے جن فارسی غزل گو شعراء پر ناز کرسکتا ہے' ان میں امیر خسرو اور خواجہ حسن دہلوی کی مقدس شخصیتیں سب سے بلند مقام رکھتی ہیں۔ خواجہ حسنؒ بھی جناب نظام الدین اولیاء کے مریدان خاص میں سے تھے۔

جناب امیر خسروؒ نے غزل میں پانچ دیوان یادگار چھوڑے ہیں۔ جو ایک سے ایک اعلیٰ ہیں۔ آپ نے ہر صنف شعر میں طبع آزمائی فرمائی۔ مثنوی' قصیدہ' غزل ہندی دوہے' کہ مکرنیاں' دوسخنے' پہیلیاں' گیت وغیرہ قصائد میں ان کا ایک قصیدہ' بحرالابرار خاقانی کے قصیدوں سے لگا کھاتا ہے۔

ہندوستانی موسیقی کے اسرار و رموز سے بھی خوب واقف تھے۔ ترانہ' قول اور قلبانہ انہی کی ایجادات میں سے ہیں۔ بعض ہندوستانی راگنیوں میں ایرانی مقامات کے پیوند لگا کر ایک نئی کیفیت پیدا کردی۔ مشہور راگنی "ایمن کلیان" جو شام کے وقت گائی جاتی ہے آپ ہی کی بعزاوہے۔

ستار پر تیسرا تار آپ ہی نے بڑھایا۔ چونکہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ سے عقیدت وارادت تھی اور ان کے ہاں سماع سن لیا جاتا ہے۔ اس لئے موسیقی اور سماع سے کچھ اور بھی دلبستگی بڑھ گئی۔ جناب امیر خسروؒ اپنے پیرو مرشدؒ کے بعد بہت تھوڑے دنوں تک زندہ رہے اور 1325ء میں انتقال پاکر اپنے پیر کے قدموں کی طرف دفن ہوئے۔

سید امیر علی۔۔ رائٹ آنریبل۔ آپ 1849ء میں مقام چنسرہ واقع بنگال میں پیدا ہوئے اور وظیفہ حاصل کرکے ولایت سے 1873ء میں بیرسٹری پاس کی۔ آپ ایک نہایت قابل وکیل ثابت ہوئے اور 1891ء میں ہائی کورٹ کے جج بن گئے۔ 1876ء میں انہوں نے سنٹرل نیشنل محڈن ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی۔ جس کے وہ پچیس سال سیکرٹری رہے اور 1904ء میں پنشن لے کر انگلستان میں جا مقیم ہوئے۔ جہاں ان کی بیوی نے جو لارڈ ڈفرن کی سالی تھی انہیں مستقل طور پر وہیں آباد کرادیا۔

مذہباً آپ شیعہ تھے۔ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ہندوستان اور پاکستان میں جو شیعہ سنی شیر و شکر نظر آتے ہیں وہ سر آغا خان' سید امیر علی اور مسٹر محمد علی جناح کے وجود کی بدولت ہیں۔

سید امیر علی قوی دل و دماغ کے مالک تھے۔ قانون میں ان کی متعدد تصنیفات ہیں۔ قانونی کتب کے علاوہ سید امیر علی نے تاریخی مباحث پر بھی کتابیں لکھیں زندگی کے آخری ایام میں آپ ہندوستانی اسلامی تہذیب و تمدن کی تاریخ لکھ رہے تھے۔ جس کا ایک مضمون رسالہ "اسلامک کلچر" حیدر آباد میں دو قسطوں میں شائع ہو چکا ہے۔

آپ انجمن ہلال احمر کے سرگرم کارکن تھے ان کی بہترین یادگار تاریخ اسلام History of the saracens قرار دی جاتی ہے۔ جو انہوں نے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنے کی غرض سے انگریزی میں لکھی۔ یہ کتاب 'انگریزی میں تھی' لیکن جلد ہی اس کا ترجمہ اردو میں ہوگیا۔ یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ جب مسلم لیگ شروع ہوئی تو سید صاحب نے اس کی ایک شاخ لندن میں بھی کھول دی۔ گویا لیگ کی آواز براہ راست انگریزوں کے کان میں جا پہنچی اور سید صاحب کا قیام لندن تمام اسلامی دنیا کے لئے باعث رحمت ثابت ہوا۔

جو کتاب سید صاحب کا سب سے عمدہ شاہکار سمجھی جاتی ہے وہ ان کی مشہور کتاب "سپرٹ آف اسلام" (Spirit of Islam) ہے سید صاحب نے اسی موضوع پر ایک کتاب اس وقت بھی لکھی تھی جب آپ حصول تعلیم کے لئے انگلستان میں مقیم تھے لیکن بعد میں اس میں بہت اضافہ کیا۔ اور انتقال سے چند سال پہلے اس کتاب کا پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک نیا ایڈیشن شائع کیا۔ اس کے علاوہ "اسلام اور اخلاقیات" نامی آپ کی ایک اور کتاب بھی ہے۔ لیکن سپرٹ آف اسلام ایک ایسی کتاب ہے جس نے بہت شہرت حاصل کی۔ یہ کتاب ایک ایسے انگریزی دان نے لکھی ہے جس کو انگریزی زبان کے علاوہ دنیا کے مذاہب پر بھی عبور حاصل تھا۔ یورپ کے اس الزام کی کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا انہوں نے نہایت شدت سے تردید کی اور ساتھ ہی یہ بھی دکھایا کہ خود عیسائیوں کی تاریخ خونیں داستاں سے پر ہے۔

امیر علی نے انگلستان میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

بعض لوگوں نے آپ کی نعش ہندوستان منگوانے کے لئے تحریک چلائی مگر عوام کی بے حسی

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

یورینیم کی فراہمی کا مسئلہ

روس نے امریکہ کے دس سالہ سمجھوتہ ختم کرنے کے کے ساتھ عالمی منڈی میں اپنے یورینیم کے ذخیرے براہ راست فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بی بی سی نے بتایا ہے کہ بارہ ارب ڈالر کے اس سمجھوتے کے تحت روس نے نیوکلیئر ہتھیاروں کی تیاری کے لائق سات سوٹن یورینیم امریکہ کو سپلائی کرنا تھا۔ یہ سپلائی امریکہ کی ایک کارپوریشن کے توسط سے ہونا تھی لیکن کارپوریشن کے 1994ء میں نجی ملکیت میں جانے سے اور دیگر مسائل کی وجہ سے روس کو اس سمجھوتے کو ختم کرنا پڑا ہے۔ روس کے ایٹمی توانائی کے شعبے کے اول نائب وزیر نے کہا ہے کہ روس یہ امید کرتا ہے کہ اس کا یورینیم جنوبی یورپ، شمالی امریکہ اور جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک خریدیں گے۔

OOO

عراق کے ہتھیاروں کا معائنہ

اقوام متحدہ نے عراق سے ایک بار پھر مطالبہ کیا ہے کہ وہ صدارتی محلات سمیت ان تمام جگہوں کے معائنے کی اجازت دے جہاں پر ہتھیاروں کے چھپانے کا شبہ ہو۔ اقوام متحدہ کے ہتھیاروں کے معائنے کے کمیشن کے سربراہ رچرڈ بٹلر نے گزشتہ روز عراق پہنچنے پر ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تک اقوام متحدہ اور عراق کے درمیان ہتھیاروں کے معائنے کا تنازعہ طے نہیں ہو سکا۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ عراق بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے خفیہ ٹھکانوں تک جانے کی اجازت دے دے گا۔ اور عراق اس سلسلے میں پورا تعاون کرے گا۔ عراق نے کہا ہے کہ وہ اس وقت تک صدارتی محلات کے معائنے کی اجازت نہیں دے گا جب تک اس کے خلاف اقوام متحدہ کی جانب سے عائد کردہ پابندیاں ختم کرانے کی یقین دہانی نہیں کرائی جاتی۔ جبکہ دوسری طرف اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے کہا ہے کہ عراق کے خلاف پابندیاں مزید نرم کرنے اور اسے مزید تیل فروخت کرنے کی اجازت دینے پر غور کیا جا رہا ہے۔

OOO

ایڈز کی تباہی؟

امریکہ کے ایڈز پروگرام کی تحقیقاتی رپورٹ کے ماتحت دنیا میں 23 ممالک کے چودہ پندرہ سال سے کم عمر کے چالیس ملین بچے ایڈز کی تباہ کاریوں کے باعث 2010ء تک یتیم ہو جائیں گے۔ یتیم ہونے والے زیادہ تر بچوں کا تعلق افریقہ کے ممالک سے ہو گا۔ امریکہ کے ایڈز پروگرام نے ایڈز کی تباہ کاریوں کے ہاتھوں دنیا بھر میں بچوں پر ہونے والے اثرات پر ایک تحقیقاتی رپورٹ مرتب کر لی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق ایڈز کے ذریعے ہونے والی ہلاکتوں کے نتیجہ میں بچوں کے لاتعداد مسائل جنم لیں گے۔ جن میں ان کم عمر بچوں کی تعلیم اور صحت عام کے مسائل سرفہرست ہوں گے۔ ایڈز کی ان تباہ کاریوں کے نتیجے میں مشترکہ فیملی سسٹم کے نظام کو مزید دھچکا لگنے کا خطرہ ہے۔

عالمی ادارہ صحت کے اندازے کے مطابق بھارت کی ایک ارب آبادی میں سے تقریباً 25 لاکھ افراد ایڈز کے وائرس سے متاثر ہیں۔

وائس آف امریکہ کے مطابق جیسے جیسے صورت حال بگڑ رہی ہے بھارت نے یہ اعتراف کرنا شروع کر دیا ہے کہ اسے ایک سنگین خطرہ کا سامنا ہے۔ عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ کے مطابق بھارت میں زیادہ تر اس مرض کا شکار غریب لوگ ہیں۔ لیکن اب جیسے جیسے معاشرتی رجحان تبدیل ہوا ہے یہ بیماری اب دولت مندوں میں بھی پھیلتی جا رہی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس صدی کے اختتام تک بھارت تمام دنیا میں ایڈز کا سب سے بڑا مرکز بن جائے گا۔

OOO

لائن آف کنٹرول کو بین الاقوامی سرحد بنانے کی تجویز

مقبوضہ کشمیر کے کے گورنر کرشنا راؤ نے کٹھ پتلی وزیر اعظم ڈاکٹر فاروق عبداللہ کی یہ تجویز مسترد کر دی ہے کہ لائن آف کنٹرول کو بین الاقوامی سرحد تسلیم کر لیا جائے۔ نئی دہلی میں فوجی اور خارجہ پالیسی کے ماہرین سے خطاب کرتے ہوئے کشمیر کی اہمیت کو دوہراتے ہوئے انہوں نے کہا ہے کہ بھارت جیسے مضبوط ملک کے لئے اپنے قانونی دعویٰ سے دستبردار ہونے کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کا کوئی بھی وزیر اعظم کشمیر کے مسئلہ پر سمجھوتہ کر کے اپنے عہدے پر قائم نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے پاکستان پر الزام لگایا کہ وہ غیر ملکی مسلح افواج کشمیر میں داخل کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاک بھارت مذاکرات جاری رہنے چاہئیں۔ اور شملہ معاہدے کے تحت اس مسئلہ کو حل کیا جانا چاہئے۔

OOO

بقیہ صفحہ 5

کے باعث وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔

انشاء اللہ خان انشاء

سید انشاء اللہ خاں نام، انشاء تخلص 1756ء میں مرشد آباد (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ حکیم میر ماشاء اللہ خاں کے بیٹے تھے۔ ان کے بزرگ نجف اشرف سے ہندوستان میں آئے تھے۔ ان کے والد مرشد آباد کے دربار شاہی میں طبیب تھے۔ سید انشاء کو تمام ضروری علوم و فنون کی تعلیم دی گئی۔ ان کی طبیعت میں شوخی جدت اور ندرت بے حد تھی۔ ذہن رسا پایا تھا۔ سنجیدگی کم اور ظرافت زیادہ پائی جاتی تھی۔ ان کی بے چین طبیعت کبھی ایک جگہ نہ ٹھہری۔ اپنے زمانہ کے استاد تھے۔

انشاء کچھ دنوں مرشد آباد میں رہے۔ وہاں سے واپس آکر دہلی میں شاہ عالم کی زینت محفل بنے۔ دہلی سے طبیعت گھبرائی تو شاہ عالم کے بیٹے مرزا سلیمان شکوہ کے پاس لکھنؤ چلے گئے۔ جس نے انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا۔ کچھ دنوں بعد نواب صادق علی خاں کے دربار میں رسائی ہو گئی اور ان کے دوست بن گئے۔

ان کا بچپن اور جوانی تو بڑے مزے اور آرام سے گزرے لیکن آخری ایام بڑے پر درد اور غم انگیز تھے۔ نواب نے ناراض ہو کر انہیں نظر بند کر دیا۔ ان کا نوجوان بیٹا فوت ہو گیا جس کے صدمے نے انہیں دیوانہ بنا دیا۔ اور اسی دیوانگی میں 1817ء میں انشاء دنیا کی ناقدر دانی کا رونا روتے ہوئے دنیا سے کوچ کر گئے۔

آپ نے غزل، مثنوی، تضمین، قصیدہ، قطعہ، ریختی، غرضیکہ ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ آپ کی تصنیفات بے شمار ہیں۔ جن میں کچھ فارسی زبان میں ہیں اور کچھ اردو اور ہندی میں ہیں۔ آپ کا سنجیدہ کلام بہت کم ہے۔ کیونکہ طبیعت عمر بھر مزاح اور ہجو کی طرف مائل رہی سید انشاء نے قواعد اردو مرتب کی تھی اور زبان میں ان کے مرتبہ قواعد کی پیروی ہونے لگی اور اسے ہی بنیاد بنایا گیا۔

انقلاب فرانس
French Revolution

(1789-1791ء) اٹھارھویں صدی میں فرانس دنیا کا سب سے مہذب و متمدن اور ترقی یافتہ ملک تھا۔ جہاں انسانی ذہنوں نے انتہائی جرات کے ساتھ ہر مسئلہ پر تنقید و رائے زنی شروع کی۔ تہذیب و اخلاقیات، تعلیم، حقوق انسانی، سیاسیات، غرضیکہ ہر موضوع پر اس کے ممتاز مفکروں اور ادیبوں نے کسی لاگ لپٹ کے بغیر اپنی اپنی رائے کا اظہار شروع کیا۔ اور چونکہ عام طور پر یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ سیاسی اصلاح احوال سے سب کچھ درست و صحیح ہو جائے گا لہٰذا جب انقلاب عمل میں آیا تو اس کے سماجی، اخلاقی اور انسانی پہلو تو نظر سے اوجھل ہو گئے، اور نگاہیں سیاسی کار فرماؤں پر مرکوز ہو گئیں اور خیالات و جذبات کے بے ربط سیل کے سامنے بادشاہ، بلکہ، شاہی خاندان، امرا اور وہ سب اشخاص اور ادارے جو سیاسی زندگی سے متعلق تھے یا اس کے آئینہ دار تھے کچل دیئے گئے۔ جب یہ سیل سبک سیر ہمہ گیر تھما اور پیرس کا مطلع صاف ہوا تو اس کے افق پر وہ شخصیت نمودار ہوئی جو اپنے آپ کو مرد بخت اور (Man of Destiny) کہتی تھی اسے انقلاب فرانس کے رجحانات یا نظریات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ قسمت کا کھلاڑی تھا۔ اور اسے محض اپنی ذات سے غرض تھی.... لیکن انقلاب فرانس ہوا کن اسباب کے باعث؟ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ انقلاب فرانس کا باعث اقتصادی بدحالی تھی مگر جدید مورخین کارلائل اور دوسرے مورخین کے اس نظریہ سے اتفاق نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ فرانس کے باشندوں کی مالی حالت دوسرے ممالک کے باشندوں سے کسی طرح بری نہیں تھی۔ گو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ جنگ آزادی امریکہ (1773-1783ء) میں امریکہ کی اعانت کرنے سے حکومت فرانس کا اپنا خزانہ خالی ہو گیا تھا۔ اسی طرح یہ نظریہ بھی قطعاً غلط ہے کہ انقلاب اس لئے برپا ہوا کہ بادشاہ فرانس لوئی شانزدہم اپنے ملک اور رعایا کا بہی خواہ نہ تھا۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ وہ لوئی پانزدہم سے کئی درجہ بہتر حکمران تھا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ جب تخت نشین ہوا تو لوگوں نے بڑی خوشی کا مظاہرہ کیا۔ جدید مورخین کی رائے کے مطابق اس اظہار مسرت و وفاداری کے پیچھے غالباً یہ جذبہ کار فرما تھا کہ حکومت کی مالی حالت سدھرے گی اور فرانس کو پھر وہ رعب و دبدبہ حاصل ہو گا۔ جو رشلو یا لوئی چہاردہم کے ادوار میں اسے حاصل تھا مگر ان کی یہ خوش آئند توقعات جلد مایوسی میں تبدیل ہو گئیں۔ لوئی اور اس کی حکومت سرکاری خزانہ کے دیوالیہ پن کو دور کرنے سے قاصر رہے۔ بلکہ جنگ آزادی امریکہ نے فرانس کی مالی حالت اور بھی ابتر کر دی۔ اس جنگ کا ایک اور اثر یہ بھی ہوا کہ امریکہ سے واپس آئے ہوئے فرانسیسی سپاہیوں نے دیہات میں اپنے گھروں میں واپس آنے پر جمہوریت، مساوات، وغیرہ کے نظریات سے دیہی طبقہ کو روشناس کرایا۔ شہری طبقہ روسو اور والٹیر جیسے ادیبوں اور مفکروں کی بدولت ان نظریات سے پہلے ہی متعارف تھا۔ اس لئے 1787ء میں ذمہ دار حکومت کے حق میں تحریک کا چل نکلنا غیر قدرتی بات نہ تھی چنانچہ جب 5 مئی 1789ء کو لوئی نے (Estates Journal) کا اجلاس طلب کیا کہ نئے ٹیکسوں کے ذریعہ سرکاری خزانہ کو پر کیا جائے تو پارلیمان کے اراکین نے فوری اور اشد ضروری مالی مشکلات کو حل کرنے کی بجائے نظریاتی مباحث کھڑے کر دیئے اور ذمہ دار حکومت کے قیام کا مطالبہ شروع کیا۔ یہ لوگ 8 ہفتہ اسی مسئلہ پر بحث کرتے رہے۔ کہ پارلیمان کے اندر رائے شماری (ووٹ) کا کیا طریقہ ہونا چاہئے۔ 24 جون 1789ء کو پارلیمان نے اپنے آپ کو مجلس دستور ساز (نیشنل اسمبلی) قرار دے کر ملکی دستور کی تخلیق کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے بعد یہ لوگ دو برس تک یعنی 7 جون 1791ء تک ایسے مباحثات میں پھنسے رہے جن کا حالات موجودہ یا پیش آمدہ مصائب سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ اسی اثنا میں 14 جولائی 1789ء کا وہ واقعہ بھی پیش آیا جس میں اہل پیرس نے بیسٹیل کے جیل خانہ کو منہدم کر دیا۔ پھر 1788ء میں موسم گرما کی خشک سالی اور موسم سرما کی شدت نے فصلوں کو خراب کر کے سرکاری خزانہ کو کلیتہً خالی کر دیا۔ مگر ان سب اہم مشکلات کے باوجود فرانس کے سیاسی کور چشموں نے دیوار پر لکھی ہوئی تحریر فریادی کو نہ پڑھا اور دور از کار نظریات و مقاصد کے حصول میں سرگرداں رہ کر اپنے ملک کو تباہی کے گڑھوں میں دھکیلتے رہے۔ ادھر فرانس کی بدقسمتی سے اس

خلافت لائبریری ربوہ

کے نیک نیت بادشاہ کو اس کے بھائیوں، بیوی اور اقرباء نے مشورہ دیا کہ وہ دستور یہ کو برخاست کر کے 30 ہزار فوجی سپاہی (جو اس وقت زیادہ تر غیر ملکی تھے) پیرس میں بلا لے۔ اس پر 14 جولائی 1789ء کو انہدام بیسٹیل کا وہ واقعہ ہوا۔ جس نے رعایا اور بادشاہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خلیج فاصل پیدا کر دی۔ انہدام بیسٹیل سے پیرس کا باثروت طبقہ ڈر گیا اور اس نے بادشاہ سے اجازت لئے بغیر اپنی ایک حکومت قائم کر لی اور اس طرح بادشاہ کے رعب کو کم کر کے اپنے تابوت میں اپنے ہاتھوں خود آخری کیل گاڑی۔ ان کی حکومت کے قیام کی خبر جب دیہی طبقہ کے کانوں میں پڑی اور انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ بیسٹیل کو منہدم کر دیا گیا ہے تو ان کے دلوں سے قانون کا احترام مٹ گیا۔ اور انہوں نے 4۔ اگست 1789ء کو بغاوت کر دی۔ سیاسی کور چشموں اور عاقبت نا شناسوں نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر رضا کارانہ طور پر مزارعین کو وہ مراعات دینے کا وعدہ کیا جو اس بغاوت سے پیشتر وہ انہیں دینے سے گریزاں تھے۔ اس طرح ایک جدید مورخ کے الفاظ میں "نیشنل اسمبلی نے دستور سازی کی شکل میں جو سیاسی طوفان پیدا کیا تھا۔ اس کا پانی اب ان کے اپنے سروں سے گزر گیا اور سیاسی انقلاب کے ساتھ اقتصادی، سماجی اور مذہبی انقلاب بھی آ گیا۔ اور صدیوں کی عزیز اقدار صرف دو سالوں کے اندر ملیا میٹ ہو گئیں۔ نیشنل اسمبلی کے انقلاب انگیز قوانین و اعلانات سے کچھ طبقہ اس کے خلاف ہو گیا جس پر لوئی کے مشیروں بالخصوص بھائیوں اور ملکہ نے اسے پیرس سے بھاگنے کی ترغیب دی۔ اس کوشش کا جو نتیجہ ہو سکتا تھا ظاہر ہے۔ بادشاہ اور ملکہ پکڑ لئے گئے اور زبردستی پیرس واپس لائے گئے۔ یہ واقعہ 20-25 جون 1791ء کو پیش آیا۔ جدید مورخین کی رائے میں شاہ لوئی کی گرفتاری سے ملک کے طول و عرض میں سنسنی پھیل گئی اور اس طرح حکومت وقت کا رہا سہا اقتدار بھی ختم ہو گیا۔ ستمبر 1791ء تک بادشاہ نظر بند رہا۔ اس کے بعد نئے دستور کا نفاذ ہوا۔ بادشاہ کو اس کے منصب پر بحال کر دیا گیا۔ درباریوں کو ملک کے مستقبل اور بادشاہ کی جان کی فکر لاحق ہوئی۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ گو انہوں نے ممالک غیر سے سازباز کی مگر ان کی کچھ بن نہ آئی۔ 20۔ جون اور 10۔ اگست 1792ء کو عوام نے (Tuileries) کے شاہی محل پر حملہ کر دیا اور مشتعل انقلاب پسندوں نے بادشاہ اور ملکہ کی گرفتاری کا پرزور مطالبہ کیا۔ اس کے بعد بادشاہ اور ملکہ کو پھر قید کر لیا گیا۔ اور 21 جنوری 1793ء کو شاہ فرانس کو سزائے موت دے دی گئی۔ 16۔ اکتوبر 1793ء کو ملکہ فرانس کو بھی ایک عوامی عدالتی کارروائی کے بعد (جس کے دوران میں اس کے آٹھ سالہ بچہ کے منہ سے اس کے بارے میں بعض نامناسب شرمناک اور بے بنیاد الزام لگوائے گئے) موت کی سزا دے دی گئی۔ 10 نومبر 1793ء کو خدائی عبادت کے خلاف قانون پاس ہوا۔ دریں اثناء فرانس میں کسی کی گردن محفوظ نہ تھی اور 1793ء، 1794ء کے درمیان وہاں دور بربریت کے دوران چار ہزار کے قریب مختلف افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ 8 جون 1795ء کو ولی عہد فرانس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ 9 نومبر 1799ء کو نپولین برسراقتدار آیا اور فرانس کی تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہوا۔

بقیہ صفحہ 4

Genes کا وہ تصور ہی نہیں تھا جو اب ہمارے سامنے ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے بتاتا چلوں کہ 40 کی دہائی میں یہ بات پہلی مرتبہ پوری طرح ثابت ہوئی کہ Genes کا پروٹین سے کیا تعلق ہے۔ 1953ء سے قبل کسی کو معلوم نہ تھا کہ Genes کی اصل صورت کیا ہے۔ اور 60 کی دہائی میں پہلی مرتبہ یہ معلوم کیا جا سکا کہ وہ طریقہ کار کیا ہے جس سے Genes پروٹین بناتے ہیں۔ اور یہ کہانی تو بہت بعد کی ہے کہ Genes کس طرح ہمارے اخلاق پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

آخر پر خاکسار یہ بتاتا چلے کہ ہمارے رجحانات (Behaviours) بالعموم جسم میں کسی کیمیائی مادے کی کمی یا زیادتی کی وجہ سے ہو سکتے ہیں۔ تاہم یہ حرف آخر نہیں کہ ایسا صرف اور صرف Genes کی وجہ سے ہو بلکہ بعض بیماریوں کے نتیجہ میں بھی جسم میں ایسے کیمیائی مادے پیدا ہو سکتے ہیں جو ہمارے بعض رجحانات کا باعث ہوں۔ جیسا کہ حضرت امام جماعت الثانی کے اعلان سے بھی مترشح ہے۔

بقیہ صفحہ 5

ہوئے تھے مگر چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ بڑی بہن پارٹیشن سے قبل فوت ہو گئی تھیں۔ کافی غم بھی دیکھے۔ دو بیٹیاں بھی فوت ہوئیں۔ مگر کبھی شکوہ شکایت نہیں کیا راضی برضا رہیں۔ اپنی تکلیف کو بھی کبھی دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دیتی تھیں۔ بس زیر لب دعائیں کرتی تھیں یا خدا کے آگے سربسجود ہو جاتیں آپ کو تربیت اولاد کا بھی خاص ملکہ حاصل تھا۔ کلام الٰہی کی تلاوت بڑی خوش الحانی سے کرتیں اور سب بچوں کو کراتیں آپ پڑھی لکھی تھیں اور حافظہ بہت اچھا تھا ہمیں کبھی ڈکشنری نہیں دیکھنی پڑتی تھی۔ قادیان کی تعلیم و تربیت کا خاص اثر تھا۔ اور اسی رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کی۔ آپ کی باتیں تو بہت ہیں مگر چند ایک لکھی ہیں تاکہ قارئین کے لئے مفید بھی ہوں اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی تحریک بھی ہو۔

○○○

بقیہ صفحہ 1

کی جو رات کو ٹانگیں اوپر کر کے سوتا ہے۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تو اس طرح کیوں سوتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ ساری دنیا تو سو جاتی ہے۔ میں اس لئے اس طرح سوتا ہوں کہ اگر رات کو آسمان گر پڑے تو میں اس کو اپنی ٹانگوں پر اٹھا لوں۔ اور لوگ نیچے سے نکل کر بچ جائیں۔ یہ ایک لطیفہ ہے۔ ہماری حالت اور اس میں فرق یہ ہے کہ یہ ایک لطیفہ ہی ہے۔ اور ہمارے ساتھ خدا کا وعدہ ہے کہ اگر ہم اس کی راہ میں کوشش کریں۔ تو ہم خدا کے فضل سے آسمان کو اٹھانے کے قابل ہو جائیں گے۔ اس لئے ہمیشہ غور کرنا چاہئے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں وہ لوگ بڑی غفلت میں ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ذرا آرام کر لیں۔ کیونکہ یہاں (صاحب ایمان) کے لئے آرام کرنے کی جگہ نہیں درحقیقت روحانی کامیابی کی مثال چکنی جگہ کی ہے۔ نہ اگر ٹھہرا تو نیچے کو گیا۔ جن لوگوں کو پہاڑ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ بعض پہاڑی راستوں پر پتے گر گر کر چکنے ہو جاتے ہیں۔ ان پر اگر آدمی تیزی سے سیدھا آگے چلتا چلا جائے۔ تو چل سکے گا۔ ورنہ پھسلنے لگے گا۔ پس روحانی حالت بھی ایسی ہے کہ جب تک چلتا جائے محفوظ ہے اور اگر یہ خیال کرے گا کہ ذرا ستالوں۔ تو سمجھو کہ گیا۔ یہ وہ راستہ ہے کہ اس میں کوئی پڑاؤ نہیں۔ اس کا پڑاؤ وہی ہے جو منزل مقصود ہے۔

(از خطبہ 23۔ جولائی 1920ء)

اطلاعات و اعلانات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب ناصر آباد غربی ربوہ ریڑھ کی ہڈی میں شدید تکلیف کے باعث بیمار ہیں۔ ان کی شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ عزیزہ غزالہ شعیب بعمر چار سال بنت مکرم محمد شعیب طاہر صاحب مربی سلسلہ جو کہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے تین روز سے بعارضہ نمونیہ بیمار ہے اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم محض اپنے فضل سے اسے شفاء کاملہ وعاعطا فرمائے۔

○ مکرم چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ ابن چوہدری دوعادلے خان صاحب سابق صدر حلقہ لیاقت آباد کراچی بعارضہ قلب ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردمندانہ دل سے درخواست دعا ہے۔

گمشدہ رسید بک

○ رسید بک نمبر 2671 مجلس انصار اللہ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ سے گم ہو گئی ہے۔ اس رسید بک پر کسی قسم کا کوئی چندہ ادا نہ کیا جائے۔

قائد مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ

دردناک حادثہ

○ مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب شہداد پور کی بچی عزیزہ عطیہ بعمر ساڑھے سات سال مورخہ 97-11-15 سکول سے واپسی پر اچانک ویگن کی زد میں آجانے کی وجہ سے موقع پر ہی خالق حقیقی سے جا ملی۔ بچی بہت ہونہار تھی۔ جس وقت حادثہ ہوا رزلٹ کارڈ اس کے ہاتھ میں تھا رزلٹ کے مطابق وہ اپنی کلاس میں پہلی پوزیشن پر آئی تھی۔ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ضرورت سپرنٹنڈنٹ
احمدیہ ہوسٹل لاہور

○ احمدیہ ہوسٹل "دار الحمد" لاہور کے لئے ایک ہمہ وقت سپرنٹنڈنٹ کی ضرورت ہے ایسے احباب جن کو تعلیمی اور انتظامی تجربہ ہو۔ امیر ضلع / صدر صاحب محلہ کی تصدیق کے ساتھ اپنی درخواستیں نظارت تعلیم کو بھجوائیں۔

(ناظر تعلیم)

اعلان داخلہ BDS

○ تعلیمی سال 98-97ء کے لئے ڈی۔ مونٹمورینسی ڈینٹل کالج لاہور اور ڈینٹل سکشن نشتر میڈیکل کالج ملتان نے داخلہ کے لیے پنجاب کے ڈومسائل رکھنے والوں سے درخواستیں طلب کی ہیں۔ اس کے علاوہ فیڈرل بورڈ سے F.Sc کرنے والے طلبہ بھی داخلہ کے لئے اہل ہیں۔ فارم وغیرہ ڈی مونٹمورینسی کالج لاہور سے دستیاب ہیں اور 31 دسمبر 97ء تک اسی کالج میں فارم جمع کروائیں۔

○ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان نے MBA (Mis) پروگرام میں داخلہ کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں۔ یہ دو سالہ پروگرام ہے اور داخلہ کے لئے کم از کم بیچلرز ہونا ضروری ہے۔ میرٹ کا تعین تعلیمی ریکارڈ اور ٹیسٹ کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ فارم وغیرہ سو روپے کے عوض شعبہ سے 200 روپے کا ڈرافٹ بنام چیئرمین شعبہ ارسال کر کے منگوائے جا سکتے ہیں۔ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 31 دسمبر 97ء ہے۔

○ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور نے مندرجہ ذیل انجینئرنگ فیلڈز میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

(1) الیکٹریکل (2) مکینیکل (3) سول (4) کیمیکل (5) میٹالرجیکل (6) پٹرولیم (7) مائننگ (8) آرکیٹیکچر (9) CRP

داخلہ فارم وغیرہ پانچ سو روپے کے عوض ادارہ سے یا 575 روپے کا ڈرافٹ / منی آرڈر ارسال کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 30 دسمبر 97ء ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 16- دسمبر-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 8 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 15 درجے سنٹی گریڈ

○ وفاقی کابینہ اور حکومت کی حلیف جماعتوں نے (ر) جسٹس رفیق تارڑ کو صدر کے انتخاب کے لئے مسلم لیگی امیدوار نامزد کر دیا ہے۔

○ بحران کے خاتمہ پر فوجی قیادت نے اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ جنرل جہانگیر کرامت نے بحران کے دوران فوج کے مثبت کردار کے بارے میں فوجی قیادت کو آگاہ کیا۔ جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے اجلاس میں دفاعی۔ سیاسی اور قومی سلامتی کے امور پر غور کیا گیا ہے۔ ایئر مارشل پرویز مہدی قریشی' ایڈمرل فصیح بخاری۔ سیکرٹری دفاع اور سینئر افسروں نے شرکت کی۔

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ اہم فیصلے حلیفوں کے مشورے سے ہوں گے۔ حالیہ بحران میں حلیفوں نے جس ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا وہ بڑی تقویت کا باعث ہے۔ پاکستان مسلم لیگ اپنے حلیفوں کو ہمیشہ اعتماد میں لینے پر یقین رکھتی ہے۔

○ حکومت نے ایم کیو ایم کے رہنما الطاف حسین اور دیگر رہنماؤں کے خلاف مقدمے واپس لینے سے معذوری ظاہر کر دی ہے۔ ایم کیو ایم عدالت میں مقدمات کا سامنا کرے۔

○ سپریم کورٹ میں دس رکنی بنچ کے سربراہ مسٹر جسٹس سعید الزمان صدیقی نے کہا ہے کہ چیف جسٹس سجاد علی شاہ کو کام سے روکنے کا حکم مخصوص حالات میں دیا گیا۔ سپریم کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ عبدالحفیظ پیرزادہ نے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ کے جج کا عہدہ انتقال یا ریٹائرمنٹ کی صورت میں ہی خالی ہوتا ہے۔ یا اسے صرف سپریم جوڈیشل کونسل میں ریفرنس سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابرار حسن کیس میں سپریم کورٹ قرار دے چکی ہے کہ ایک جج دوسرے کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتا۔

○ چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے وکیل عبدالحفیظ پیرزادہ نے فل کورٹ بنچ کے لئے درخواست دے دی ہے اور کہا ہے کہ چیف جسٹس پر پابندی سپریم کورٹ پر پابندی کے مترادف ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ لغاری حکومت پر بہتان تراشی کر رہے ہیں۔ وہ الزامات ثابت کریں۔ سابق صدر نے سرکاری جہازوں پر ججوں کو کوئٹہ یا کسی اور جگہ سے لانے کی لغویات کی ہے۔ قادیانی صدر لانے کی بات بے بنیاد ہے جماعت اسلامی کے الزامات کا جواب نہیں دیتا۔ انہوں نے اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ سکولوں کی تعداد بڑھانے کے ساتھ معیار تعلیم پر بھی نظر ہے۔

○ سپریم کورٹ کے قائمقام چیف جسٹس اجمل میاں نے سپریم کورٹ پر مسلم لیگی کارکنوں کے حملہ کی تحقیقات کے لئے جسٹس عبدالرحمٰن کو مقرر کیا ہے۔

○ سری لنکا کی صدر چندریکا کمار آئندہ ہفتے پاکستان آئیں گی۔

○ معروف عالم دین امین احسن اصلاحی 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔

○ سپریم کورٹ نے سندھ اسمبلی میں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر اور پیپلز پارٹی کے رہنما پیر مظہر الحق کو ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔

○ سرکاری ملازمت کے لئے عمر کی حد 30 سال مقرر کر دی گئی ہے۔

○ حکومت نے انسداد دہشت گردی کی عدالتوں سے 80 فیصد مقدمات واپس لینے کا اعلان کیا ہے۔ صرف 295 کے تحت آنے والے سنگین مقدمات انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں چلائے جائیں گے۔ اس بات کا اعلان صوبائی وزیر قانون محمد بشارت راجہ نے کیا ہے۔

○ جمیعت علماء پاکستان کے سینئر نائب امیر حافظ حسین احمد نے کہا ہے کہ کوئی "ہیجڑا" ہی صدر ہونا چاہئے۔ مسلم لیگ ایسا صدر چاہتی ہے جو سپریم کورٹ میں ہلڑ بازی کرنے والوں کو تمغے دے۔

○ کشمور سے ڈیرہ غازی خان جانے والی کوچ شاہ والی کے قریب تیز رفتاری کے باعث ٹرک سے ٹکرا گئی جس کے نتیجہ میں 10۔ افراد ہلاک اور 18۔ شدید زخمی ہو گئے۔

○ ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے حکومت نے سات نکاتی ضابطہ اخلاق کی منظوری دی ہے اتحاد بین المسلمین کے لئے اعلیٰ سطحی حکومتی کمیٹی کا اجلاس راجہ ظفر الحق کی قیادت میں ہوا۔ سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ کے رہنما اور علماء شریک ہوئے۔ ملک گیر سطح پر پاکستان علماء بورڈ کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا۔

○ وہاڑی کا ضمنی الیکشن مسلم لیگ نے جیت لیا ہے۔ مسلم لیگی امیدوار حاجی محمود خان کھچی نے پیپلز پارٹی کے اظہر خان پر ہزاروں ووٹوں کی برتری حاصل کی۔

○ چار مسلح ڈاکو اوکاڑہ جانے والی ویگن میں مسافروں کے روپ میں سوار ہو گئے۔ تھوڑی دور جا کر اسلحہ تان کر مسافروں سے ہزاروں کی نقدی اور زیورات لوٹ لئے۔ مزاحمت پر ڈرائیور اور مسافر کو گولی مار دی۔

○ گورنر پنجاب شاہد حامد نے کہا کہ "اچھی" حکمرانی پاکستان کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ کاروباری حلقے حکومت کی اقرباپروری اور کرپشن کی شکایت کرتے ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو خدا کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

○ حکومت پنجاب نے رمضان المبارک کے دوران شراب کی فروخت پر پابندی لگا دی ہے۔ رمضان کے آغاز کے ساتھ ہی شراب کی دوکانیں سربمہر کر دی جائیں گی۔

○ سوئٹزرلینڈ میں فراڈ کے نتیجہ میں محترمہ بے نظیر بھٹو کے ایک کروڑ 32 لاکھ ڈالر ڈوب گئے ہیں۔ مقامی تعمیراتی کمپنیوں نے بینکوں سے اربوں ڈالر کے قرضے لے کر واپس نہیں کئے۔ کئی بینکوں کا دیوالہ نکل گیا ہے۔ سوئس حکام نے فراڈ کی تصدیق کر دی ہے۔

○ سپریم کورٹ کے قائمقام چیف جسٹس اجمل میاں نے چیف جسٹس سجاد علی شاہ۔ سابق صدر فاروق لغاری۔ نواب زادہ نصراللہ خان۔ حامد ناصر چٹھہ اور میاں منظور وٹو کے خلاف بغاوت کرنے سے متعلق سپریم میں دائر کی گئی درخواست ابتدائی سماعت پر ہی رد کر دی ہے۔ اور کہا ہے کہ بغاوت کے مقدمے درج کرانا ملکی مفاد میں نہیں ہے۔ ملک کے حالات ٹھیک نہیں۔ ان حالات میں نیا محاذ نہیں کھولنا چاہئے۔ مسلم لیگ لائرز فورم کی درخواست میں استدعا کی گئی تھی کہ ملک کو نقصان پہنچانے کے باعث لغاری 'نصراللہ' چٹھہ 'وٹو اور جسٹس سجاد کے خلاف مقدمہ درجہ کیا جائے۔

○ سحری اور افطاری کے وقت سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ کی جائے گی۔ سوئی میں بگٹی اور کلپر قبائل کی لڑائی کے باعث انجینئروں اور فیلڈ سٹاف نے کام کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جس سے گیس کے ذخائر میں کمی ہو گئی ہے۔

○ سابق صدر فاروق لغاری نے کہا ہے کہ بحران نواز شریف نے پیدا کیا۔ فوج نے اسمبلی توڑنے کا اشارہ نہیں دیا۔ فوج نے آئینی کردار ادا کیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ نواز شریف کے خلاف مقدمات کا فیصلہ صدارتی الیکشن سے پہلے کیا جائے۔

○ سابق گورنر سندھ حکیم محمد سعید نے کہا ہے کہ میں صدر بن گیا تو دفتر فیصل مسجد میں بناؤں گا۔ ملک میں تعلیمی انقلاب لایا جائے گا۔ اڑھائی لاکھ مساجد میں تعلیم دی جائے گی۔

○ وفاقی وزیر خزانہ نے پنجاب کو ساڑھے آٹھ ارب کا قرضہ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ وزیر خزانہ سرتاج عزیز یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اگر پنجاب کا مطالبہ مان لیا تو سندھ۔ سرحد۔ بلوچستان کو بھی رقوم دینا ہوں گی۔

○ سوئس سپریم کورٹ نے سوئس بینکوں میں سابق ڈکٹیٹر مارکوس کی جمع 50 کروڑ ڈالر کی رقم فوری طور پر فلپائنی حکومت کو واپس کر دینے کا حکم دیا ہے۔ فیصلہ میں لکھا ہے کہ یہ بات سوئٹزرلینڈ کے قومی مفاد کے منافی ہے کہ ان کے ملک کو غیر قانونی طور پر حاصل کی گئی دولت کو محفوظ کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔

○ جناح ہسپتال لاہور' نشتر ہسپتال ملتان اور شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان کو فوری طور پر خود مختاری دے دی گئی ہے۔ 2 ہزار تک آمدنی والے غریبوں اور ارکان اسمبلی کا علاج مفت ہو گا۔

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان: 212515 رہائش: 212300

ہومیوپیتھک ادویات کا سب سے بڑا اور معیاری
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی/ادارہ
(فون: 04524) 771/213156 گول بازار ربوہ

ایکسرام تیسہی لیڈیز ڈیٹس کی بہترین ورائٹی کا مرکز واحد کلام
MC
ماڈرن کلاتھ ڈپو ٹرانسفارمر چوک صادق آباد دارالعلوم
پروپرائیٹر: حضور احمد فون دوکان 210516 رہائش 212830

★ طلائی چوڑیوں کی انواع واقسام ورائٹی
• اب آپکی سہولت کیلئے خصوصی ارجنٹ سروس
• صرف 72 گھنٹے میں آرڈر پر سونے کی چوڑیاں تیار کروائیں • ہم ہر ماہ کڑوں اور چوڑیوں کے نت نئے ڈیزائن متعارف کرواتے ہیں۔
نوٹ: ڈیزائنوں کی جانچ کیلئے اوقات کار میں تشریف لاسکتے ہیں۔
دوکان 212837
رہائش 212175
نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹرز میاں نسیم احمد طاہر میاں فرید یوسف

تبادلہ پلاٹس
سرگودھا شہر سے سکنی وکمرشل پلاٹس کے تبادلہ میں ربوہ • اسلام آباد • راولپنڈی میں زرعی، سکنی وکمرشل پلاٹس درکار ہیں۔
رابطے:
• سرگودھا: فخر اسٹیٹ ایجنسی - فخر احمد
موبائل: 0361-7750609/212464
• راولپنڈی۔اسلام آباد:
لیڈرز محمد احمد خان
فون دفتر: 543883 رہائش 552386
• ربوہ: پولٹری ماسٹر خالد-زاہد
فون دفتر: 213115